السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

طلاق کی اقسام کو وضاحت سے بیان کردیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

اسلام میں طلاق کی تین قسمیں ہیں :

1۔ رجعیہ :

جس میں عدت گزرنے سے پہلے طلاق دہندہ اپنے قول یا عمل سے طلاق واپس لے سکتا ہے اور عدت گزر جانے کے بعد دوبارہ نکاح کر کے اپنا گھر آباد رکھ سکتا ہے اس میں حلالہ کی ہرگز ضرورت نہیں۔

2۔ بائنہ :

جس میں مطلق (طلاق دینے والا) عدت ختم ہونے کی بعد تجدید نکاح کر سکتا ہے۔

3۔ مغلظہ :

اس میں مطلق حلالہ کے بغیر تجدید نکاح نہیں کرسکتا۔

آج اس مجلس میں موضوع بحث یہی تیسری طلاق ہے ،اس لئے ہم اس پر ہی گفتگو کریں۔ واضح رہے کہ اسلام سے پہلے عورت کا وجود مظلومیت کا مجسمہ تھا۔ یہ ذمہ داریوں کے باگراں کےنیچے دی چلی آرہی تھی۔ لیکن جہاں تک اس کے حقوق کا تعلق تھا کسی کو ان کی پرواہ تک نہ تھی۔ طلاق کے بارے میں اسلام نے جو عادلانہ اصلاح اور قانون پش کیا اور اس عادلانہ قانوں کی تطبیق جو دور رس اور خوشگوار نتائج بر آمد ہوئے۔ اگر انہی فرمودہ دین ہے۔ اس وقت بر صغیر ہندوستان کی اقوام کے نزدیک ایک دفعہ شادی ہوجانے کے بعد یہ رشتہ ٹوٹ نہیں سکتا تھا۔ اسی طرح مسیحت میں جو سارے مغرب پر چھائی ہوئی تھی۔ یہ تعلق اتنا مقدس تھا اس کو ختم کردینا گناہ عظیم تھا۔ چنانچہ متی کی انجیل میں ہے : ''جسے خدا نے جوڑا سے آدمی جدا نہ کرے۔،، (متی 19 :2)اس کے بر عکس عرب میں یہ دستور تھا کہ شوہر اپنی بیوی کو ان گنت طلاق دے سکتا تھا۔

امام المفسرین محمد بن جریر طبری ،ابن کثیر اور بیہقی ،سید احمد حسن وغیرہ مفسرین یہ تصریح فرماتے ہیں کہ شوہر جتنی دفعہ چاہتا اپنی بیوی کو طلاق دیتا ،کوئی پابندی نہ تھی۔ اور ہر دفعہ عدت گزرنے سے پہلے وہ رجوع کر سکتا تھا۔ ایک دفعہ ایک انصاری صحابی نے اپنی بیوی کو دھمکی دی : لا اقربک ولا تجلس منی کہ نہ تو میں تجھ سے مقاربت کروں گا اور نہ ہی تو نکاح کے بندھن سے آزاد ہوسکے گی۔ اس کی بیوی نے اس سے پوچھا یہ کیسے ؟ تو انصاری نے کہا : اطلقک حتی اذا دنی اجلک راجعتک ثم اطلقک فاذا دنا اجلک راجعتک۔ میں تجھے طلاق دوں گا پھر جب عدت گزرنے کے قریب ہوگی تو میں رجوع کر لوں گا ،پھر طلاق دوں گا ،پھر رجوع کرلوں گا۔ ھلم جرا۔ وہ بے چاری اپنے تاریک مستقبل کا تصور کرکے کانپ گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنی مظلومیت اور بے بسی کی فریاد کی تو اللہ تعالی جو بڑا ہی رحیم و حکیم ہے نے آیت (الطلاق مرتان)نازل فرمادی۔ جس نے عورت کے پشتر مصائب کا خاتمہ کردیا اور عائلی قوانین میں وہ تاریخی انقلابی مگر عادلانہ اصلاح فرمائی جس نے بڑے بڑے دانشمندوں ک ورطئہ حیرت میں ڈال دیا۔ شریعت اسلامیہ میں رشتہ ازدواج ایک مقدس رشتہ ہے۔ یہی وہ خشت اول ہے جس پر تمدن و عمران کا قصر تعمیر کیا جاتا ہے اور یہی وہ بنیادی اکائی ہے جس سے قومیں جنم لیتی ہیں۔ اس کا جتنا احترام کیا جائے کم ہے لیکن بسا اوقات حالات اتنے سنگین اور ناگفتہ بہ ہوجاتے ہیں کہ خاوند بیوی کا ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ رہنا شقاوت اور ہر دو خاندانوں میں بگاڑ اور خرابی کا باعث بن جاتا ہے۔ مزاجوں میں اتنی دوری اور باہمی نفرت پیدا ہوجاتی ہے کہ ان نکاح کے بندھن میں جکڑے رکھنا دونوں کےلئے وبال جان اور سوہاں روح بن جاتا ہے۔ ایسے حالات میں ان کے درمیان تفریق کرادینا ہی فریقین اوران کے دونوں خاندانوں کےلئے خیر وبرکت کا باعث اور رحمت کا موجب ہوتا ہے۔ اس لئے اسلام نے ان ناگزیر حالات میں طلاق کی اجازت دی مگر ساتھ ہی یہ تنبیہ بھی کردی کہ ((ان ابغض الحلال عند اللہ الطلاق))(طلاق حلال تو ہے لیکن اس کا بلاوجہ استعمال اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ہی برا ہے)اور پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ طلاق دینے کا یہ حکیمانہ طریقہ بھی سکھایا جس کے مطابق عمل کرنے سے اصلاح حال کا کوئی امکانی موقع ضائع نہیں جاتا۔ اس تمہید کے بعد اب وہ طریقہ

الطَّلاقُ مَرَّتانِ ۖ فَإِمساكٌ بِمَعروفٍ أَو تَسريحٌ بِإِحسانٍ ۗ وَلا يَحِلُّ لَكُم أَن تَأخُذوا مِمّا آتَيتُموهُنَّ شَيـًٔا إِلّا أَن يَخافا أَلّا يُقيما حُدودَ اللَّهِ ۖ فَإِن خِفتُم أَلّا يُقيما حُدودَ اللَّهِ فَلا جُناحَ عَلَيهِما فِيمَا افتَدَت بِهِ ۗ تِلكَ حُدودُ اللَّهِ فَلا تَعتَدوها ۚ وَمَن يَتَعَدَّ حُدودَ اللَّهِ فَأُولـٰئِكَ هُمُ الظّـٰلِمونَ ﴿٢٢٩﴾ فَإِن طَلَّقَها فَلا تَحِلُّ لَهُ مِن بَعدُ حَتّىٰ تَنكِحَ زَوجًا غَيرَهُ...﴿٢٣٠﴾... البقرة

''طلاق دو بار ہے ،پھر معروف طریقہ پر روک لینا ہے یا پھر شائستگی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے اور تمہیں حلال نہیں کہ تم نے انہیں جو دے دیا ہے اس میں سے کچھ بھی لو۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ دونوں کو اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکنے کا ڈر ہو۔ اس لئے اگر تمہیں خوف ہو کہ یہ دونوں اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے تو عورت رہائی پانے کےلئے کچھ دے ڈالے اس میں دونوں پر گناہ نہیں۔ یہ اللہ کی حدود ہیں۔ خبردار ان سے آگے نہ بڑھنا اور جو لوگ اللہ کی حدوں

سے تجاور کرے جائیں وہ ظالم ہیں ، پھر اگر اس کو طلاق دے دے تو اب اس کے لئے حلال نہیں جب تک کہ وہ عورت اس کے سوا بسنے کے لئے کسی دوسر سے نکاح نہ کرے پھر اگر وہ بھی بغیر کسی پیشگی معاہدہ کے طلاق دے دے تو ان دونوں کو میل جول کر لینے میں کوئی گناہ نہیں ۔ بشرطیکہ یہ جان لیں کہ اللہ کی حدوں کو قائم رکھ سکیں گے ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں جنہیں وہ جاننے والے کے بیان فرمارہا ہے ۔ ،، ان آیات مقدسہ کو بغور پڑھیے اور منصفانہ جائزہ لیجیے ۔ ان میں ایک باریکبار گی تین طلاقوں کا حکم موجود نہیں ۔ تین بار میں تین طلاق دینے کا حکم ہے ۔ جن میں سے پہلی دو بار کی طلاقیں قابل رجعت ہوں ۔ تین بار کی ان طلاقوں کے متعلق قرآن مجید میں یہ حکم ہے کہ ایسی مطلقہ عورتیں طلاق دینے والے کے لئے حرام ہیں الا یہ کہ اس کا نکاح کسی اور مرد سے ہوجائے ، پھر وہ بھی کسی پیشگی شرط کے بغیر اپنے طور پر کسی وجہ سے اسے طلاق دے دے ۔ اس صورت میں وہ دونوں پھر سے نکاح کرکے آباد ہو سکتے ہیں ۔

یکجائی تین طلاق کے قائلین کہہ سکتے ہیں کہ آیت الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ میں نہ ایک مجلس کا ذکر ہے ، نہ تین مجلسوں کا ، نہ ایک طہر کا ذکر ہے اور نہ تین طہروں کا ۔ بس تین طلاق دینے کا تذکرہ ہے ۔ آیات عام ہیں ۔ تین طلاق جب بھی اور جس طرح بھی دی جائیں گی طلاق مغلظہ بائنہ پڑ جائے گی ۔ جواباً گزارش ہے کہ قرآن مجید میں تین بار طلاق دینے کا ذکر ہے ۔ جن میں سے دو بار کی طلاق کے بعد رجوع کی گنجائش ہے نہ کہ ایک بار میں طلاق دینے کا حکم ۔ کم از کم قرآن مجید کے ظاہر الفاظ کا اقتضاء تو یہی ہے ۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص766

محدث فتویٰ